تاریخ وسیرت

مولانا عبید اختر رحمانی*

امام عیسیٰ بن ابانؒ: حیات وخدمات (۲)

جود وسخا: آپ نے مالدار گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی پوری زندگی مالداروں کی سی گزری اوراس مالداری کے ساتھ اللہ نے آپ کی فطرت میں سخاوت کا مادہ بدرجہ اتم رکھا تھا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ قرضدار قرض ادا نہ کرسکا اور قرض خواہ قرضدار کو جیل میں بند کرانے کے لیے لایا اور آپ نے قرض خواہ کو اس کی رقم اپنی جیب سے ادا کردی۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان کی عدالت میں محمد بن عباد المہلبی پر چارسو دینار کا دعویٰ کیا۔ عیسیٰ بن ابان نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مقروض ہونے کا اعتراف کیا، اس شخص نے قاضی عیسیٰ ابن ابان سے کہا کہ آپ اس کو میرے حق کی وجہ سے قید کردیجئے۔ عیسیٰ بن ابان نے کہا کہ تمہارا حق اس پر واجب ہے؛ لیکن ان کو قید کرنا مناسب نہیں ہے، اور جہاں تک بات تمہارے چارسو دینار کی ہے تو وہ میں تمہیں اپنے جانب سے ان کے بدلے میں دے دیتا ہوں۔ (تاریخ بغداد 480/11)

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں قاضی ابوحازم سے نقل کیا ہے کہ عیسیٰ بن ابان بہت سخی شخص تھے اوران کا قول تھا کہ اگر میرے پاس کسی ایسے شخص کو لایا گیا جو اپنے مال میں اسی قدر سخاوت سے کام لیتا ہے جس قدر سخاوت سے میں لیتا ہوں تو میں اس کو سزا دوں گا یا اس کو اپنے مال میں تصرف سے روک دوں گا۔ (تاریخ بغداد جلد 12) حافظ ذہبی بھی سیر اعلام النبلاء میں ان کی اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وفیہ سخاء وجود زائد (تاریخ الاسلام 320/16)

حساب اور فلکیات میں مہارت: فقہائے احناف کا امام محمد کے دور سے ایک خاص وصف یہ رہا ہے جس میں وہ دیگر مسالک کے فقہاء سے ممتاز رہے ہیں کہ ان کو علم حساب سے بڑی اچھی اور گہری واقفیت رہی ہے۔ امام محمد کو حساب کے فن میں گہرا رسوخ تھا اور انہوں نے حساب دانی کے اس فن کو اصول سے فروع کی تفریع میں بطور خاص استعمال کیا۔ دکتور دسوقی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

* نگران شعبہ تحقیق، المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔ Jamsed.akhtar@gmail.com

''امام محمد جس طرح عربی زبان میں امام تھے،اسی طرح حساب میں بھی آگے تھے، اصول سے فروع اخذ کرنے میں ماہر تھے۔قاری کے لیے آپ کی کتاب الاصل یا الجامع الکبیر کا مطالعہ کر لینا یہ جاننے کے لیے کافی ہوگا کہ امام محمد کو مسائل پیش کرنے اور ان کے احکام بیان کرنے میں گہری مہارت حاصل تھی۔آپ کو حسابی حصوں اور ان کی مقداروں پر علمی قدرت تھی۔'' (امام محمد بن الحسن الشیبانی اور ان کی فقہی خدمات، ص ۱۸۶)

امام محمد کی فقہی تفریعات کی انہی باریکیوں اور دقائق سے امام احمد بن حنبل نے بھی فائدہ اٹھایا، چنانچہ جب ان سے ابراہیم حربی نے سوال کیا کہ یہ باریک اور دقیق مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کیے، تو انہوں نے امام محمد کی خدمات کا پورا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: امام محمد کی کتابوں سے۔(مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص ۶۸)

امام محمد سے حساب کا یہ فن ان کے شاگردوں نے بھی سیکھا اور اس میں کمال پیدا کیا، چنانچہ عیسیٰ بن ابان کے تذکرہ میں متعدد ان کے معاصرین اور شاگردوں نے اعتراف کیا کہ آپ کو حساب کے فن میں کامل دستگاہ تھی اور نہ صرف حساب کے فن میں بلکہ آپ کو فلکیات میں بھی مہارت حاصل تھی، چنانچہ اسی اعتبار سے آپ اپنے کام کو ترتیب دیا کرتے تھے۔آپ کے شاگرد ہلال الرائے کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابان نے جعفر بن سلیمان کے لیے دستاویزات لکھیں جن میں وراثت کے احکام اور وراثت کی تقسیم کا پورا حساب تھا اور اس کے ساتھ ایسے قواعد وضوابط بھی بیان کیے تھے جن کی ضرورت مفتی اور قاضی دونوں کو پڑتی ہے، ہلال کہتے ہیں: خدا کی قسم اگر وہ اتنی تفصیل سے یہ سب نہ لکھتے تو مجھے بڑی پریشانی ہوتی۔(اخبار القضاۃ،۲/۱۷۲)

عباس بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے مسجد والوں اور پڑوسیوں کو کہتے سنا کہ عیسیٰ بن ابان نے قضا میں ایک نئی چیز ایجاد کی ہے اور وہ فلکیات کے علم سے کام لینا۔اس کے بعد انہوں نے تفصیل بتائی ہے کہ وہ فلکیات کے علم سے واقفیت کا کس طرح مفید استعمال کرتے تھے۔(اخبار القضاۃ،۲/۱۷۲)

تصنیفات وتالیفات: قضاء کی ذمہ داریوں اور درس وتدریس کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصنیف وتالیف کی خدمات بھی انجام دی ہیں، اور بطور خاص اصول فقہ میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ان کے تقریباً تمام ہی ترجمہ نگاروں نے ان کے نام کے ساتھ ''صاحب التصانیف'' کا اضافہ کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تصنیف کے لحاظ سے بہت مشہور تھے اور ان کی تصانیف کی خاصی تعداد رہی ہوگی۔اصول فقہ کے مختلف موضوعات پر انہوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔مختلف مصنفین جنہوں نے ان کی تصنیفات کا فہرست دی ہے، ہم اس کا ذکر کرتے ہیں۔

1: کتاب الحجة

2: کتاب خبر الواحد

3: کتاب الجامع

4: کتاب اثبات القیاس

5: كتاب اجتهاد الرای (الفہرست لابن الندیم)

امام جصاص رازی درج ذیل کتاب کا اضافہ کیا ہے:

6: الحجج الصغير (الفصول فی الاصول ۱/۱۵۶)

صاحب ہدیۃ العارفین نے درج ذیل کتابوں کا اضافہ کیا ہے۔

7: الحجة الصغيرة في الحديث. (اس کا پتہ نہیں چلا کہ آیا یہ وہی الحجج الصغیر ہے جس کا تذکرہ جصاص رازی نے کیا ہے یا پھر الگ سے کوئی اور کتاب ہے)۔

8: كتاب الجامع فی الفقه

9: كتاب الحج.

10: كتاب الشهادات.

10: كتاب العلل.

11: فی الفقه۔

(ہدیۃ العارفین، اسماء المولفین وآثار المصنفین، ۱/۸۰۶، داراحیاء التراث العربی بیروت)

گیارہویں نمبر پر موجود کتاب کا نام معجم المولفین میں ''العلل فی الفقہ'' ہے اور شاید یہی زیادہ صحیح بھی ہے۔ (۸/۸۱، مکتبۃ المثنی، بیروت)

12: الحجج الكبير فی الرد علی الشافعی القديم: اس کتاب کا تذکرہ علامہ زاہد الکوثری نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ لکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابان نے ایک کتاب حدیث قبول کرنے کی شروط کے سلسلہ میں مریسی اور شافعی کے رد میں بھی لکھی۔ عیسیٰ بن ابان نے اپنی کتابوں میں وہی اصول بیان کیے امام محمد سے جن کی تعلیم انہوں نے حاصل کی تھی۔ (''سیرت امام محمد بن الحسن الشیبانی''، اردو ترجمہ بلوغ الامانی فی سیرت الامام محمد بن الحسن الشیبانی، ص ۲۰۷)

کتابوں کے نام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور میں محدثین اور اہل فقہ کے درمیان جن مسائل میں شدید اختلافات تھے، ان پر قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً بعض شدت پسند ظاہری محدثین کا موقف تھا کہ قیاس کرنا صحیح نہیں اور وہ شرعی دلیل نہیں ہے، اس کی تردید میں کتاب اثبات القیاس لکھی گئی ہوگی۔ اسی طرح اس زمانے میں محدثین جہاں ایک طرف خبر واحد کو قطعی اور یقینی دلیل مانتے تھے، دوسری جانب معتزلہ اور دیگر گمراہ فرقے خبر واحد کی اہمیت کم کر رہے تھے، ایسے عالم میں انہوں نے خبر واحد پر قلم اٹھایا اور احناف کا موقف سامنے رکھا۔

الحجج الصغير: عیسیٰ بن ابان کی دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی ناپید ہے لیکن خوش قسمتی سے اب امام جصاص رازی کی ''الفصول فی الاصول'' طبع ہو کر آ گئی ہے، اس کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا امام جصاص کی یہ کتاب الحجج الصغير کی شرح یا اس کا بہتر خلاصہ ہے۔ تقریباً تمام مباحث میں انہوں نے الحجج

الصغیر سے استفادہ کیا ہے اور ایک دو مقامات کو چھوڑ کر ہر جگہ وہ عیسیٰ بن ابان کے ہی موقف کے حامل نظر آتے ہیں۔ گویا اس کتاب کے واسطہ سے براہ راست نہ سہی؛ لیکن بہت قریب سے ہم عیسیٰ بن ابان کے نظریات وخیالات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

وحجج عیسی بن ابان ادق علماً، واحسن ترتیبا من کتاب المزنی (کشف الظنون ۲۳۶/۱، مکتبۃ المثنی، بغداد)

''اورعیسی بن ابان کی حجج (شاید الصغیر مراد ہو) علم کی باریکی اور ترتیب کے حسن کے لحاظ سے مزنی کی دونوں کتابوں سے بہتر ہے۔''

اسی کتاب میں عیسیٰ بن ابان نے اپنا وہ مشہور نظریہ دہرایا ہے جس کی بنیاد پر احناف آج تک مخالفین کے طعن وتشنیع کے شکار ہیں کہ حضرت ابوہریرہ فقیہ نہیں تھے اور ان کی وہ روایت جو قیاس کے خلاف ہوگی، رد کردی جائے۔ راقم الحروف نے اس پر ایک طویل مضمون لکھا ہے، جس میں عیسیٰ بن ابان اور بعد کے علماء جنہوں نے عیسیٰ بن ابان کی رائے اختیار کی ہے، ان کے حوالوں سے بتایا ہے کہ عیسیٰ بن ابان کی یہ رائے مطلق نہیں ہے بلکہ تین یا چار شرطوں کے ساتھ مقید ہے اور اگر ان شرائط کا لحاظ وخیال رکھا جائے تو پھر عیسیٰ بن ابان اور دوسروں کے نظریہ میں اختلاف حقیقی نہیں بلکہ محض لفظی بن کر رہ جاتا ہے۔

کتاب الحجج کی تصنیف: اس کی تصنیف کا ایک دلچسپ پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ مامون الرشید کے قریبی رشتہ دار عیسیٰ بن ہارون ہاشمی نے کچھ احادیث جمع کیں اور ان کو مامون الرشید کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ احناف جو آپ کے دربار میں اعلیٰ مناصب اور عہدوں پر مامور ہیں، ان کا عمل اور مسلک وموقف ان احادیث کے خلاف ہے اور یہ وہ حدیثیں جس کو ہم دونوں نے اپنے عہد تعلیم میں محدثین کرام سے سنا ہے۔ یہ بات سن کر عیسیٰ بن ابان نے اپنے دربار کے حنفی علماء کو اس کا جواب لکھنے کے لیے کہا؛ لیکن انہوں نے جو کچھ لکھا وہ مامون کو پسند نہ آیا۔ یہ دیکھ کر عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجج تصنیف کی جس میں انہوں بتایا کہ کسی روایت کو قبول کرنے اور نہ کرنے کا معیار کیا ہونا چاہیے اور اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کے دلائل بھی بیان کئے۔ جب مامون الرشید نے یہ کتاب پڑھی تو بہت متاثر ہوا اور بے ساختہ کہنے لگا:

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ — فالنّاس اعداء لہ وخصوم
کضرائر الحسناء قلن لوجھھا — حسداً وبغیا انہ لذمیم

''کسی بھی باصلاحیت آدمی کا جب مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تو لوگ اس سے حسد کرنے لگتے ہیں اور اس کے دشمن بن جاتے ہیں جیسا کہ خوبصورت عورت کی سوتنیں محض جلن میں کہتی ہیں کہ وہ تو بدصورت ہے۔''

(بحوالہ تاج التراجم 227 / تاریخ الاسلام للذہبی 16/ 320)

اس واقعہ کو سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ صیمری نے اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ میں بیان کیا ہے۔ (۱/۱۴۷)

تصنیفات کے باب میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عیسیٰ بن ابان نے ایک کتاب بطور خاص امام شافعی کے رد میں لکھی تھی۔(یہ شاید وہی کتاب ہے جس کا نام شیخ زاہد الکوثری نے الحجج الکبیر فی الرد علی الشافعی القدیم لکھا ہے)۔اس کتاب کے بارے میں تاریخ بغداد کی روایت کے مطابق داؤد ظاہری اور اخبار القضاۃ کے مصنف قاضی کا الزام ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں سفیان بن سحبان سے احادیث کے سلسلے میں مدد لی تھی۔(یہ سفیان بن سحبان حنفی ہیں اور امام محمد کے شاگرد ہیں۔(تاج التراجم لابن قطلوبغا ۱/۱۷۱) قاضی وکیع لکھتے ہیں کہ ''مجھ سے کہا گیا ہے کہ وہ احادیث جو عیسیٰ بن ابان نے امام شافعی کے رد میں اپنی کتاب میں لکھی ہیں، سفیان بن سحبان کی کتاب سے ماخوذ ہیں''۔(اخبار القضاۃ لوکیع :۲/۱۷۱) اور داؤد ظاہری سے جب عیسیٰ بن ابان کی کتاب کا جواب دینے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن ابان کی اس کتاب کی تصنیف میں ابن سختان نے مدد کی ہے۔(تاریخ بغداد ۲۱/۶، دار الکتب العلمیہ)

(تاریخ بغداد میں 'ابن سختان' ہی لکھا ہے، لیکن صحیح ابن سحبان ہے جیسا کہ الفہرست لابن الندیم اور تاج التراجم لابن قطلوبغا میں ہے۔)

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ بن ابان پر اس سلسلے میں ابن سحبان سے مدد لینے کا الزام ایک غلط الزام ہے اور اس کی تردید خود عیسیٰ بن ابان نے کی ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی یہ چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں کہ ان کی فلاں تصنیف ابن سحبان کی اعانت کا نتیجہ ہے۔کسی نے جا کر پوچھ لیا تو انہوں نے بات واضح کر دی اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وہ کون سی کتاب ہے:

> قال ابو خازم: فسمعت الصريفيني شعيب بن ايوب يقول: قلت لعيسى ابن ابان: هل اعانك على كتابك هذا احد؟ قال: لا، غير انه كنت اضع المسالة واناظر فيها سفيان بن سختيان. (فضائل ابي حنيفة واخباره ومناقبه ۱/۳۶۰، الناشر: المكتبة الامدادية، مكة المكرّمة)
>
> ''ابو خازم کہتے ہیں، میں نے شعیب بن ایوب کو یہ کہتے سنا کہ میں نے عیسیٰ بن ابان سے پوچھا کہ اس کتاب (کتاب الحجج) کی تصنیف میں کیا کسی نے آپ کی مدد کی ہے؟ فرمایا کہ نہیں، ہاں اتنی سی بات تھی کہ میں اولاً مسئلہ کو لکھ لیتا تھا، پھر اس کے بعد اس بارے میں سفیان بن سختیان سے مناظرہ کرتا تھا۔''

عیسیٰ بن ابان کے ناقدین:

ہر صاحب تصنیف جو مجتہدانہ فکر و نظر کا مالک ہو، ہر مسئلہ میں جمہور کے ساتھ نہیں چلتا بلکہ بسا اوقات وہ اپنی راہ الگ بناتا ہے۔ بقول غالب ''ہر کہ شد صاحب نظر دین بزرگاں خوش نکرد'' امام عیسیٰ بن ابان کے بھی بعض نظریات وخیالات ایسے ہیں جن سے جمہور اتفاق نہیں کرتے اور جن پر ان کے معاصرین اور بعد والوں نے تنقید کی ہے۔ان پر جن لوگوں نے تنقید کی ہے، ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

امام طحاوی: آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کی تصنیفات کے ضمن مین ایک کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا نام 'خطاالکتب' ہے،اس میں شاید ایک باب یا کوئی خاص فصل عیسیٰ بن ابان کے رد میں ہے۔(الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ ۱/۱۰۴)

ابن سریج: مشہور شافعی فقیہ ہیں،ان کے حالات میں ترجمہ نگاروں نے لکھا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب عیسیٰ بن ابان کی فقہی آراء کے رد میں لکھی ہے۔(موسوعۃ اقوال ابی الحسن الدارقطنی فی رجال الحدیث وعللہ،۱/۶۷،عالم الکتب للنشر والتوزیع)

اسماعیل بن علی بن اسحاق: آپ نے بھی ایک کتاب عیسیٰ بن ابان کے رد میں لکھی ہے،جس کا نام ہے "النقض علی مسالۃ عیسیٰ بن ابان فی الاجتھاد"۔مصنف کا تعلق شیعہ سے فرقہ سے ہے۔(لسان المیزان ۱/۴۲۴) کتاب کے نام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن ابان علیہ الرحمہ کی جو کتاب الاجتھاد فی الرای ہے، یہ کتاب اسی کی تردید میں لکھی گئی ہے۔

خلق قرآن کے موقف کا الزام اور حقیقت

امام عیسیٰ بن ابان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام خلق قرآن کے عقیدہ کے حامل ہونے کا ہے۔یہ الزام مشہور شافعی محدث حافظ ابن حجر نے لگایا ہے (اگرچہ حافظ ابن حجر سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے خلق قرآن کے موقف کا الزام لگایا ہے لیکن انہوں نے قیل کے ساتھ یہ بات کہی ہے یا دیگر صیغہ تمریض کے ساتھ)۔حافظ ابن حجر کے تعلق سے متعدد احناف کو شکایت رہی ہے کہ وہ احناف کے ترجمہ میں اس فیاضی اور دریادلی کا مظاہرہ نہیں کرتے جو شوافع کے ساتھ برتتے ہیں۔ان شکوہ وشکایات سے قطع نظر خلق قرآن یا دوسری کسی بھی جرح کے ثبوت کے لیے کچھ پیمانے ہیں۔ پہلا پیمانہ یہ ہے کہ جو امام جرح وتعدیل کسی راوی پر کوئی جرح کر رہا ہے،اس علم جرح وتعدیل کے ماہر تک صحیح سند سے یہ جرح ثابت ہو۔دوسرا پیمانہ یا معیار یہ ہے کہ یہ جرح بادلیل ہو۔تیسرا معیار یہ ہے کہ جس پر الزام لگایا جارہا ہے،اس کا موقف اسی کے الفاظ میں ثابت ہو۔

سب سے پہلے یہ الزام تاریخ بغداد میں خطیب بغداد نے لگایا ہے۔چنانچہ لکھتے ہیں:

ویُحکی عن عیسی انہ کان یذھب الی القول بخلق القران (تاریخ بغداد جلد 12 صفحہ 482)

"عیسیٰ بن ابان سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ خلق قرآن کا عقیدہ رکھتے تھے۔"

یہی بات حافظ ذہبی نے بھی تاریخ الاسلام میں دہرائی ہے:

ویحکی عنہ القول بخلق القرآن، اجارنا اللہ، وھو معدود من الاذکیاء (تاریخ الاسلام للذہبی،صفحہ 312،جلد 16)

"ان سے خلق قران کا قول نقل کیا گیا ہے،اللہ ہمیں اس سے بچائے،اور وہ ذہین ترین لوگوں میں سے

ایک تھے۔''

یہی بات ابن جوزی نے بھی کہی ہے:

ویذکر عنہ انہ کان یذھب الی القول بخلق القرآن . (المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، ۱۱/۶۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

''اور ان کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کا موقف خلق قرآن کا تھا۔''

واضح رہے کہ خطیب بغدادی نے جس سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس میں بعض مجہول اور بعض ضعیف راوی ہیں جس کی وجہ سے یہ سند اس قابل نہیں کہ اس کی وجہ سے کسی پر خلق قرآن کا سنگین الزام عائد کیا جائے۔ علاوہ ازیں خطیب نے اس روایت کو نقل کرنے کے باوجود خلق قرآن کے الزام کو صیغہ تمریض کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر یہ سند ان کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ اس کو ضرور بالضرور جزم اور قطعیت کے ساتھ نقل کرتے اور یہی بات حافظ ذہبی کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے جن کے رجال کی معرفت اور علم جرح وتعدیل میں گہرائی وگیرائی پر اتفاق ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دو مورخ یعنی خطیب بغدادی اور حافظ ذہبی اس قول کو تمریض کے صیغہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں جو اس بات کی نشاندہی ہے کہ ان کا خلق قرآن کے عقیدہ کا حامل ہونا کمزور بات ہے، کوئی پکی بات نہیں ہے، چنانچہ خود حافظ ذہبی نے جب سیر اعلام النبلاء میں ان کا ترجمہ نقل کیا تو عقیدہ خلق قرآن کے حامل ہونے کی بات نقل نہیں کی، کیونکہ وہ پکی بات نہ تھی۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی 10/441) اگر خلق قرآن کے عقیدہ کی بات پکی ہوتی تو کیا یہ مناسب تھا کہ حافظ ذہبی اس کا یہاں ذکر نہ کرتے؟ ضرور کرتے جیسا کہ سیر اعلام النبلاء میں انہوں نے خلق قرآن کے عقیدہ کے دیگر حاملین کا ذکر کیا ہے۔ پھر دیکھیے حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں ان کا صرف ایک سطری جملہ لکھتے ہیں اور اس میں بھی خلق قرآن کے عقیدہ کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے، بلکہ صاف صاف یہ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے ان کی توثیق یا تضعیف کی ہے:

عیسی بن ابان، الفقیہ صاحب محمد بن الحسن ما علمت احدا ضعفہ ولا وثقہ (میزان الاعتدال: ج5،ص374)

خلق قرآن کا عقیدہ کا حامل ہونا بجائے خود ایک جرح ہے اور اس کے حاملین مجروح رواۃ میں شمار ہوتے ہیں اور کسی کے مجروح یا ضعیف راوی ہونے کے لیے اس کا خلق قرآن کے عقیدہ کا حامل ہونا بھی کافی ہے، اس کے باوجود حافظ ذہبی صاف صاف کہہ رہے کہ ما علمت احدا ضعفہ ولا وثقہ۔ کیا یہ اس کی بالواسطہ صراحت نہیں ہے کہ عیسیٰ بن ابان کی جانب خلق قرآن کا جو عقیدہ منسوب کیا گیا ہے، وہ غلط اور بے بنیاد اور انتہائی کمزور ولچر بات ہے؟

ان سب کے برخلاف حافظ ابن حجر لسان المیز ان میں لکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابان نہ صرف خلق قرآن کے قائل تھے بلکہ وہ اس کے داعی بھی تھے۔ (لسان المیز ان: ابن حجر: 4/390)

حافظ ابن حجر کے علاوہ کسی بھی دوسرے ترجمہ نگار نے، جس میں شوافع اور احناف سبھی شامل ہیں، عیسیٰ بن ابان پر

خلق قرآن کے عقیدہ کا الزام نہیں لگایا ہے، چاہے وہ مشہور شافعی فقیہ ابواسحاق شیرازی صاحب طبقات الفقہاء ہوں، حافظ عبدالقادر قرشی ہوں، یا حافظ قاسم بن قطلو بغا ہوں۔

اس تفصیل سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ خلق قرآن کا الزام لگانے کے سلسلے میں حافظ ابن حجر منفرد ہیں اور انہوں نے اپنے دعویٰ کی بھی کوئی دلیل بیان نہیں کی ہے، اور دعویٰ کی جب تک کوئی دلیل نہ ہو، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجر نے خلق قرآن کی بات ضرور نقل کی ہے اور اس کا داعی بھی بتایا ہے، لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان کے سامنے ایسی کون سی نئی بات اور نئی دلیل تھی کہ جو چیز خطیب بغدادی اور ذہبی کے یہاں صیغہ تمریض کے ساتھ ادا کی جارہی تھی، وہ یہاں آکر صیغہ جزم میں بدل گئی، اور جس میں وہ محض ایک عقیدہ کے حامل نظر آتے ہیں، وہ یہاں آکر داعی میں بدل جاتے ہیں۔ جتنے ماخذ اس وقت تک ہمارے سامنے ہیں، اس میں سے کسی سے بھی حافظ ابن حجر کے قول کی تائید نہیں ہوتی۔

علم جرح وتعدیل کی رو سے بھی حافظ ابن حجر کی یہ بات اس لیے غیر معتبر ہے کہ حافظ ابن حجر عیسیٰ بن ابان کے معاصر نہیں، بہت بعد کے ہیں۔ لازماً ان کی یہ بات کسی اور واسطہ اور سند سے منقول ہونی چاہیے، اور سند یا کسی معاصر شخصیت کی شہادت کا اہتمام خود حافظ ابن حجر نے نہیں کیا ہے، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ علم جرح وتعدیل کی رو سے ان کی یہ بات ناقابل قبول ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ لسان المیزان میں حافظ ابن حجر کے ذہبی پر بہت سارے تعقبات اور اضافے ہیں، اس میں سے ایک یہ بھی ہے، تو اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ جہاں بھی حافظ ابن حجر نے ذہبی کے کسی قول پر اعتراض کیا ہے، باحوالہ کیا ہے، محض اپنے قول کے طور پر ذکر نہیں کیا ہے۔ جن لوگوں کو اصرار ہے کہ وہ خلق قرآن کے عقیدہ کے حامل اور داعی تھے تو انہیں چاہیے کہ وہ ان کی معاصر کسی شخصیت کا کوئی قول یا کوئی سند پیش کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خلق قرآن کے الزام کی حقیقت پر غور کرنے کے لیے چند باتیں ذہن میں رکھنی ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ عقیدہ خلق قرآن ایک مبہم لفظ ہے۔ محض کسی کا یہ کہہ دینا کہ فلاں خلق قرآن کا قائل تھا، کافی نہیں ہے۔ یہ واضح ہونا چاہیے کہ وہ کن الفاظ میں خلق قرآن کا قائل تھا، ورنہ تو خلق قرآن کا الزام یا دیگر سنگین الزامات مشہور محدثین پر بھی لگے ہیں، لیکن جب ان کے ہی الفاظ میں ان کے موقف کو جانا گیا تو حقیقت واضح ہوگئی۔

اس کی واضح مثال خود امام بخاری کا واقعہ ہے۔ جب امام ذہلی سے وابستہ ایک شخص نے امام بخاری سے اس مسئلہ میں پوچھا تو انہوں نے اس مسئلہ کی حقیقت کو صاف اور واضح کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس قرآن کی تلاوت ہم کرتے ہیں، وہ افعال مخلوق ہونے کے لحاظ سے مخلوق ہے، ورنہ قرآن کلام اللہ ہونے کے لحاظ سے غیر مخلوق ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: القران کلام اللہ غیر مخلوق، وافعال العباد مخلوقة والامتحان بدعة (ہدی الساری ص 494) اگر خلق قرآن کے سلسلے میں ہمارے سامنے امام بخاری کی عبارت نہ ہو، محض ذہلی کا بیان اور ابوحاتم وابوزرعہ کی تنقید ہو تو کوئی بھی امام بخاری کو خلق قرآن کے عقیدہ کا قائل قرار دے دے گا۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ خلق قرآن کے معاملہ میں امام احمد بن حنبل کی آزمائش کے بعد امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین انتہائی شدید ذکی الحس ہوگئے اور اس تعلق سے اگر کوئی ان کے الفاظ سے ہٹ کر کچھ کہتا تو وہ اسے برداشت نہ کرتے اور فوراً اس کے متروک اور ضعیف ہونے یا خلق قرآن کے قائل ہونے کی بات کہہ دیتے تھے۔ تفصیل کے لیے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تصنیف لطیف وقیم "مسالۃ خلق القرآن واثرھا فی صفوف الرواۃ والمحدثین وکتب الجرح والتعدیل " کی جانب رجوع کریں۔ اس میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور حوالوں کے ساتھ بتایا ہے کہ آگے چل کر اس مسئلہ میں محدثین کے درمیان کس قدر غلو ہوگیا تھا۔

انتقال: امام عیسیٰ بن ابان تادم واپسیں بصرہ کے قاضی رہے، آپ کو معزول کرنے کی بعض حضرات نے کوشش کی لیکن قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم اور ابن ابی دواد تک کو آپ کو معزول کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

محمد بن عبداللہ کلبی کہتے ہیں کہ میں انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ذرا میرے مال ودولت کا شمار تو کردو۔ میں نے گنا تو بہت زیادہ مال نکلا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ اب مجھ پر جو قرضے ہیں، ان کو جوڑ کر بتاؤ کہ کل قرضہ کتنا ہے؟ جب میں نے ان کے قرضوں کو جوڑا تو پایا کہ یہ ان کی کل مالیت کے قریب ہے۔ اس پر عیسیٰ بن ابان کہنے لگے، اسلاف کہا کرتے تھے کہ زندگی مال داروں کی سی جیو اور موت فقیروں کی سی ہونی چاہیے۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ا/۱۴۹)

بالآخر وہ گھڑی آہی گئی جس سے ہر ایک کو دوچار ہونا ہے، اور جو نہ ٹل سکتی ہے، نہ آگے پیچھے ہوسکتی ہے۔ ماہ صفر کی ابتدائی تاریخ اور سنہ ۲۲۱ ہجری میں علم کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔

امام عیسی بن ابان کا انتقال کب ہوا؟ اس بارے میں مورخین کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض نے 220 ہجری قرار دیا ہے جب کہ بعض نے 221 ہجری بتایا ہے۔ لیکن 221 کا قول زیادہ معتبر ہے، کیونکہ خلیفہ بن خیاط جن کا انتقال عیسیٰ بن ابان کے محض ۱۹، ۲۰ سال بعد ہوا ہے، انہوں نے عیسیٰ بن ابان کی تاریخ وفات ۲۲۱ ہجری ہی بتائی ہے۔ علاوہ ازیں خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ماہ صفر کی ابتداء 221 ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اسی طرح حافظ ذہبی نے بھی تاریخ الاسلام اور سیر اعلام النبلاء میں تاریخ وفات 221 ہجری ہی ذکر کی ہے اور حافظ ذہبی چونکہ انتقال کی تاریخ وغیرہ بتانے میں کافی محتاط ہیں اور اس سلسلے میں بہت احتیاط اور تحقیق سے کام لیتے ہیں، لہٰذا ان مورخین کی بات زیادہ معتبر ہے۔